Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities

(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English

ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)

Home Page: http://www.arjish.com

Approved by HEC in "Y" Category

Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.

Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan

Website: www.arjish.com

Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020

This work is licensed under a

Creative Commons Attribution 4.0 International License

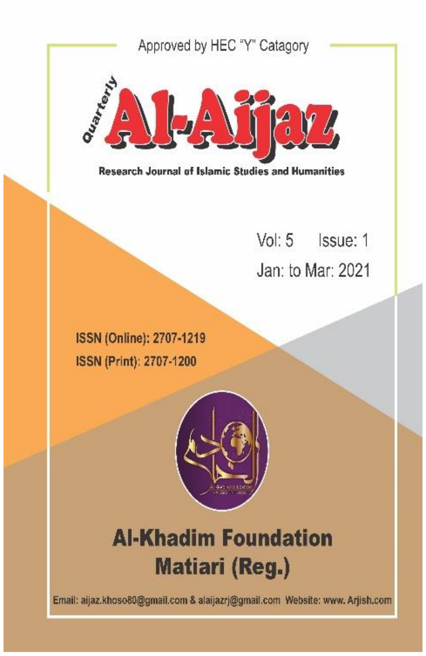

TOPIC:

The research analysis of the merits, methodology and bibliography of al-bidayah walnihaya li-ibne kathir

AUTHORS:

1. Hafiz Muhammad Rizwan Ghazali, Department of Uloom Islamiya, University of Sargodha, Sargodha.
2. Prof. Dr. Feroz Uddin Shah, Chairman, Department of Uloom Islamiya, University of Sargodha, Sargodha.

How to cite:
Rizwan Ghazali, H. M. ., & Shah, F. U. (2021). U-5 The research analysis of the merits, methodology and bibliography of al-bidayah walnihaya li-ibne kathir. *Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities*, *5*(1), 57-68.
https://doi.org/10.53575/u5.v5.01(21).57-68

URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/188

Vol: 4, No. 1 | January to June 2020 | Page: 57-68

Published online: 2021-03-15

QR Code

البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر کی خصوصیات، منہج واسلوب اور مصادر کا تحقیقی جائزہ

The research analysis of the merits, methodology and bibliography of al-bidayah walnihaya li-ibne kathir

Hafiz Muhammad Rizwan Ghazali*

Prof. Dr. Feroz Uddin Shah**

Abstract

In this article, the features of Al-Bida'at wa Al-Nahayat witten by Ibne Kathir , its methodology and sources have been analyzed. The study of "Beginning and End" suggests that you wanted to compile Islamic history in the light of authentic hadiths. This is because the deep color of the hadith can be seen from the beginning to the end of his history in "Al-Bida'at wa Al-Nahayat". The collections of hadith which you have used in composing this book. They are mentioned below. The beginning and the end of Imam Ibn Katheer is the city of horizons and authoritative work which has been published many times in fourteen volumes from Cairo Beirut Dar Yar. Authentic history, reliable biography of the prophets, a collection of hadiths and relics and the source of the wise. The greatest and most important feature of this book is its authenticity. The author has made the source of the authentic sayings of the Qur'an and Sunnah and the scholars and the Moorkhin and has tried his best to avoid false traditions and Israeli superstitions and biased and unreliable sayings and he has been very successful in this. Another feature of it is its brevity and comprehensiveness. Unnecessary things are ignored but all the necessary and significant information is available.

Keywords: Al-Bida'at wa Al-Nahayat, Quran, Ibne Kathir, Features, History

نام ونسب

"آپ کا نام اسماعیل، کنیت ابوالفداء اور لقب عماد الدین ہے۔ آپ ابن کثیر کے عرفی نام سے مشہور ہیں"۔

آپ کا سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا جاتا ہے:

"اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر بن ضوء بن درع"۔[1]

"الحافظ عماد الدین ابوالفداء ابن الخطیب شہاب الدین ابی حفص القرشی البصروی"۔[2]

آپ قبیلہ قریش کے خاندان بنو حصلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ خاندان علم و فضل اور ایرانی وا پاس پاس بہت شہرت رکھتا تھا۔ حسب و نسب کے اعتبار سے بھی اس خاندان کو ممتاز و مقام حاصل تھا۔

علامہ ابن اثیر ۷۰۳ھ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" فيها توفي الوالد، وهو الخطيب شهاب الدين أبو حفص عمر بن كثير بن ضوءبن كثير بن ضوءبن در ع القرشى من بني حصلة ، وهم ينتسبون إلى الشرف وبا يدهم نسب ، وقف على بعضها شيخنا المزي فأعجبه ذلك وابتهج به ، فصار

* Department of Uloom Islamiya, University of Sargodha, Sargodha.

** Chairman, Department of Uloom Islamiya, University of Sargodha, Sargodha.

یکتب في نسبی بسبب ذلك القرشی"۔[3]

"اس سال میرے والد خطیب شہاب الدین ابو حفص عمر بن کثیر بن ضوء بن کیثر بن ضوء بن درع القرشی نے وفات پائی۔ آپ بنو حصلہ کے قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور حسب ونسب کے اعتبار سے وہ بڑے بلند پایہ تھے۔ اوران کے پاس نسب نامہ لکھا ہوا موجود تھا۔ ہمارے شیخ ابوالحجاج المزی کو ان کا (حسب نسب) کا پتہ چلا تو اس بات نے انہیں حیرت میں ڈال دیا اور وہ اس پر بہت خوش ہوئے۔ چنانچہ وہ اس وجہ سے میرے نسب میں القرشی لکھنے لگے"۔

"تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابن کثیر کے والد کی دو بیویاں تھیں۔ پہلی بیوی سے تین بیٹے تھے: اسماعیل، یونس اور ادریس۔ ان میں سے اسماعیل نے قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد دیگر علوم متداولہ حاصل کیے، پھر دوران تعلیم دمشق میں مدرسہ شافعیہ کی چھت سے گر کر فوت ہو گئے"۔[4]

جبکہ "دوسری بیوی سے عبدالوہاب، عبدالعزیز اور محمد وغیرہ پیدا ہوئے۔ ابن کثیر ان سب میں چھوٹے تھے ان کے والد نے اپنے مرحوم بیٹے کے نام پر ان کا نام اسماعیل رکھا"۔[5]

زمانہ ولادت

امام ابن کثیر آٹھویں صدی ہجری کو دمشق کے مضافات میں مشرقی بصریٰ کی ایک بستی "مجدَل القریہ" میں 701ھ کو پیدا ہوئے"۔[6]

خود امام ابن کثیر اپنی معروف کتاب البدایہ والنھایہ میں ۷۰۱ھ کے واقعات بیان کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں:

"وفیھا ولد کاتبه اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی"۔[7]

"اور اسی سال (۷۰۱ھ میں ان واقعات کا کاتب اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی پیدا ہوا"۔

پرورش

امام کثیر خود لکھتے ہیں:

"ثم تحولنا من بعده في سنة سبع وسبعمائة إلى دمشق صحبة كمال الدين عبد الوهاب ، وقد كان لنا شقيق ، وبنا رفيق شفوق ، وقد تاخرت وفاته إلى سنة خمسين ، فاشتغلت على يديه في العلم فيسر الله تعالى منه مايسر ، وسهل منه ما تعسر"۔[8]

"پھر ہم ۷۰۷ھ میں والد محترم کی وفات کے بعد دمشق جاکر اپنے شفیق ورفیق بھائی کمال الدین عبدالوھاب کے یہاں مقیم ہو گئے۔ وہ ۷۵۰ھ تک بقید حیات رہے اور میں ان سے علمی استفادہ کرتا رہا۔ ان کی صحبت ورفاقت میں خداوند کریم نے سب مشکلات کو آسان کر دیا"۔

تعلیم وتربیت

فضائل القرآن کے محقق نے لکھا ہے کہ:

"قد انتقلت أسرة ابن كثير اها إلى دهن ، والقت عصاها هناء وكانت دمشق برمثا، إحانى حواضر العام ، ومراح المعرفة ، وكان العلماء يعمدون إليها من كل فم ، ليندرز ردوا من معارف علمائها ، وينهارا من مواردهم ، وكان هذا هو أحد الحوافر التي اغرت ابن كثير بالبحث ، ودفعه إلى القراء ة والدارس"۔[9]

"امام ابن کثیر کا پورا خاندان دمشق منتقل ہوا اور وہاں مستقل رہائش رکھ لی۔ ان دنوں دمشق علم و معرفت کا گہوارہ تھا۔ علماء وفود کی صورت میں ہر علاقے سے یہاں آتے تھے تاکہ یہاں کے علماء کے علم و عرفان سے استفادہ کر سکیں اور اس کے سرچشموں سے سیراب ہو سکیں۔ یہ علم کا ایسا منبع تھا جس نے ابن کثیر کو تحقیق کی رغبت دلائی اور قراءت و درس پر لگا دیا"۔

عبد الغنی بن حمید لکھتے ہیں کہ :

"كما أنه درس القراءات والتفسير وعني بالفقه والأصول و درس التاريخ وعلم الرجال والنحر والشعر وآداب العرب و غيرها من العلوم – وهكذا أخذ يقرأ وبراصل ويتابع ويعكف على العلم ويجلس إلى العلماء يأخذ عنهم۔ يحفظ المتون ويقرأ المطولات وقد حظي ابن كثير بشيوخ أجلاء وعلماء فضلاء كان لهم تأثير واضح في علمه وثقافته ، وقد عرفوا بغزارة العلم وسعة الإطلاع كما عرفوا بالتقوى والورع والإخلاص امثال الحافظ المزي والذهبى و ابن تيمية وغيرهم كثير عليهم رحمة الله تعالى جميعا"۔[10]

"جیسا کہ آپ نے قرات اور تفسیر کے علوم سیکھے اور فقہ واصول کی طرف توجہ دی۔ آپ نے تاریخ، رجال نحو شعر اور عربی آداب وغیرہ کے علوم حاصل کئے۔ اس طرح آپ علم کے حصول کیلئے مسلسل جد وجہد اور کوشش کرتے رہے اور اس سے وابستہ رہے۔ آپ علماء کی مجلسوں میں بیٹھتے، ان سے فیض حاصل کرتے، کتابوں کے متون کو زبانی یاد کرتے اور مطولات (طویل کتب) کو پڑھتے تھے"۔

ابن کثیر نے جلیل القدر شیوخ اور علماء وفضلاء سے استفادہ کیا۔ آپ کے علم وثقافت میں ان علماء کا اثر خوب عیاں ہے۔ یہ حضرات مثلاً حافظ مزی، ذہبی اور ابن تیمیہ وغیرہ (اللہ ان سب پر بہت رحمتیں نازل کرے) وسعت علم اور کثرت معلومات میں ایسے معروف تھے جیسے یہ تقوی، پرہیزگاری اور اخلاص میں مشہور تھے۔

ازدواجی زندگی

"امام ابن کثیر نے اپنے شیخ ابی الحاج الحزی کی بیٹی سے شادی کی ۔ وہ خاتون نیک وکتاب اللہ کی حافظہ اور اپنے والدین کی فرمانبردار تھی"۔[11]

اولاد

امام ابن کثیر کی صرف نرینہ اولاد تھی۔ آپ کے چار بیٹے تھے جو اپنی خاندانی روایت کے مطابق علم وفضل میں شہرت رکھتے تھے۔ ذیل میں اہم ان کا تذکرہ ترتیب سے کرتے ہیں

1۔ عزالدین عمر بن اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی، ۷۴۸۔۷۸۳ھ "۔[12]

2-احمد بن اسماعیل بن عمر بن کثیر۔۸۰۱-۷۶۵ھ "۔[13]

3-بدر الدین محمد بن اسماعیل بن کثیر بوالبقاء،۷۵۹ھ-۸۰۳ھ "۔[14]

4۔الحاج عبد الوھاب بن اسماعیل بن کثیر،۸۳۰-۷۶۷ھ "۔[15]

تصنیفات وتالیفات

امام ابن کثیر کی پوری زندگی حصول علم، درس وتدریس، بحث ومناظرہ، افتاء، وعظ وارشاد اور تصنیف وتالیف کیلئے وقف تھی۔ آپ کا شمار شام کے نامور مصنفین میں ہوتا ہے۔ آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ اور تاریخ میں بلند پایہ کتب تحریر کیں۔ یہ معنی علمی سرمایہ امام صاحب کے اجتہاد اور علمی کاوشوں کا بہت بڑا ثبوت ہے اور اس سے ہمیں آپ کے علم وتجربہ، کثرت مطالعہ اور بالغ نظری کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ کثرت مطالعہ اور تالیفات کتب میں مسلسل انہماک سے آپ عمر کے آخری حصے میں بینائی سے محروم ہو گئے تھے "۔([16])

چند تصانیف مذکور ہیں

تفسیر القرآن العظیم

فضائل القرآن

السیرۃ النبویۃ

شمائل الرسول ودلائل نبوت وفضائلہ وخصائصہ

الأصول فی سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ذکر مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورضاعہ

قصص الانبیاء

المسیح عیسی بن مریم

جامع المسانید والسنن

البدایہ والنہایہ

نھایۃ البدایۃ والنھایۃ فی الفتن والملاحم

علمی مقام ومرتبہ

علامہ ابن کثیر آٹھویں صدی ہجری کے جلیل القدر مفسر عظیم المرتبت محدث، بلند پایہ فقیہہ مستند اور نامور مصنف اور صاحب علوم وفضائل تھے۔ آپ کے اساتذہ، شاگرد، معاصر، علماء، مؤرخین اور اصحاب کرآپ کے بے حد معترف ہیں اور تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

علامہ ابن کثیر مسائل فقہ میں شافعی مسلک کے پیروتھے۔ خود کو شافعی مسلک سے اپنا تعلق ظاہر کرتے ہیں اور آپ اپنے نام کے ساتھ الشافعی

لکھتے ہیں"۔[17]

وفات

امام ابن کثیرؒ کی وفات کے متعلق مؤرخین لکھتے ہیں کہ :

" انه توفي في دمشق في شعبان سنة 774ھ (اربعوسبعينوسبعمائة)"۔[18]

امام ابن کثیر نے تقریبا 74 سال کی عمر پائی۔اور قبرستان مقبرہ صوفیہ ''میں دمشق کے باب النصر کی بیرونی جانب اپنے شیخ ابن تیمیہ کے پہلو میں) مدفون ہوئے۔آپ کا جنازہ (مخلوق خدا سے بھرپور تھا اور آج تک مشہور و معروف ہے"۔[19]

خصوصیات

البدایۃ والنھایۃ امام ابن کثیر کی وہ شہرہ آفاق اور مستند تصنیف ہے جو قاہرہ بیروت دار یار سے چودہ جلدوں میں کئی بار شائع ہو چکی ہے۔

البدایۃ والنھایۃ: مستند تاریخ، قابل اعتماد سیرت انبیاء، احادیث وآثار کا ذخیرہ اور ارباب دانش کا ماخذ ہے۔

اس کتاب کی سب سے بڑی اور اہم خصوصیت اس کی عقیق واستناد ہے۔ مصنف نے کتاب و سنت اور علماء و مورخین کے مستند اقوال کو اپنا ماخذ بنایا ہے اور غلط روایتوں اور اسرائیلی خرافات اور مرجوح و ناقابل اعتبار اقوال سے بچنے کی پوری کوشش کی ہے اور اس میں وہ بڑی حد تک کامیاب بھی ہیں۔

اس کی دوسری خصوصیت اس کا اختصار و جامعیت ہے۔ غیر ضروری چیزیں نظر انداز کر دی ہیں لیکن ضروری اور قابل ذکر تمام معلومات موجود ہیں۔

تیسری خصوصیت یہ ہے کہ واقعات و حالات کا تذکرہ سن وار ہے اور اس میں اس دور کے تمام مشاہیر ،امراء اور سلاطین ،اکابر، علماء و فضلاء، مفسرین، محدثین ، فقہا، مؤرخین ، ادباء اور شعراء وغیرہ ہر طبقہ کے لوگوں کا اس میں متذکرہ آگیا ہے اور دنیائے اسلام کی ممتاز و مایہ ناز شخصیتوں کے حالات قلم بند ہو گئے ہیں

چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ اس کتاب میں بعض واقعات خصوصا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو بڑی عقیدت واحترام سے مفصل بیان کیا گیا ہے۔اسی طرح امام احمد اور امام شافعی کے واقعات نیز علامہ ابن تیمیہ کا تذکرہ نہایت ذوق وشوق کے ساتھ کیا گیا ہے۔

اسلوب

علامہ ابن کثیر کا طرز بیان نہایت سہل، لطیف اور رواں ہے جو اپنی عبارت کی وضاحت اور صحت و ممتاز نظر آتا ہے۔ یہ اس لئے کہ ابن کثیر عربیت میں عمدہ مہارت رکھتے تھے "۔[20]

علامہ ابن کثیر بہترین علمی استعداد کے ساتھ ادبی صلاحیتسے بھی بہرہ ور تھے اور انہیں شعر و شاعری سے بھی شغف تھا"۔([21])

علامہ ابن کثیر کوئی پیشہ ور ادیب اور شاعر تھے کہ لفظی سج دھج اور اسلوب کی زیبائی اور عبارت کی جمال آرائی میں اپنا پر زور دیتے۔ وہ عبارت

کو خوبصورت بنانے اور مسجع الفاظ سے مزین کرنے کی بجائے معانی اور مفہوم کا زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔ان کی علمی تحریر جان دار، پختہ ، بے عیب اور فکر و معانی سے لبریز ہے۔اور انداز بیان تکلف اور بناوٹ سے مبرا، سادہ اور سلجھا ہوا، دل نشین اور قابل فہم ہے۔

منہج

البدایۃ والنھایۃ میں امام ابن کثیر کے منہج کی درج ذیل خصوصیات ہیں:

جرح وتعدیل

ابن کثیر نے اس کتاب میں روایت، سلسلہ سند اور بعض اوقات متن کی تنقیں بحث و تحقیق حدیث روایات کی صحت ضعف اور استناد و اعتبار کا درجہ بیان کرنے کا بھی اہتمام والتزام کیا ہے"۔[22]

امام ابن کثیر آپ ﷺ نے جو حجۃ الوداع سے واپسی پر مکہ اور مدینہ کے درمیان ہجفہ کے قریب غدیر خم کے مقام پر جو خطبہ دیا تھا اس کے متعلق، امام نسائی کی روایت بیان کرتے ہیں اور پھر لکھتے ہیں:

"وهذا استاد جيد قوى رجاله كلهم ثقات"۔[23]

اور اس حدیث کی اسناد بہت قوی ہیں۔اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

اسی بیان میں ابن جریر الطبری کی ایک روایت نقل کرنے کے بعد ابن کثیر فرماتے ہیں۔

غريب ، بل منكر و اسناده ضعيف قال البخاري في جميل بن عمارة هذا فيه نظر" ۔[24]

یہ حدیث غریب ہے بلکہ منکر ہے اور اس کی اسناد ضعیف ہے۔بخاری نے جمیل بن عمارہ کے بارے میں کہا ہے کہ اس میں کلام ہے۔

قرآنی آیات

امام ابن کثیر واقعات بیان کرتے ہوئے حسب موقع قرآنی آیات پیش کرتے ہیں مثلاً کتاب سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آغاز اس آیت سے کرتے ہیں:

" الله أعلم حيث يجعل رسالته"۔[25]

"اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ رسالت کیلئے کسی کو منتخب کرے"۔

اشعار سے استشہاد

ابن کثیر نے اکثر واقعات میں حسب موقع اشعار پیش کئے ہیں: مثلاً غزوۃ الابواء کے سلسلہ میں حضرت ابو بکر کا قصیدہ مکمل نقل کیا ہے۔[26]

بعض مقامات پر طویل قصدہ بھی نظر آتا ہے مثلاً نسب النبی کے بیان میں ابو العباس عبد اللہ بن محمد الناشی (ت ۲۹۳ھ) کا ایک طویل قصیدہ نقل کیا گیا ہے۔[27]

تلخیص اور منقولات بالمعنی

علامہ ابن کثیر کے منہج کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ عام طور پر احادیث کے علاوہ سیر ومغازی اور تاریخ کے مواد میں نقل لفظی سے کام نہیں لیتے بلکہ اپنے سامنے ایک واقعہ سے متعلق تمام روایات کو رکھ کر اختصار وتلخیص، حذف واضافہ، زیادتی کی اور تقدیم وتاخیر سے کام لیتے ہوئے انکو اپنی زبان میں ایک سیاق میں بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔[28]

اس سلسلے میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

علامہ ابن کثیر، حضور کے نسب مبارک میں آپ ﷺ کے جد امجد ہاشم پر بحث کرتے ہوئے ابن جریر کی یہ روایت بیان کرتے ہیں۔

انه كان توأم أخيه عبد شمس وأن هاشما خرج في جله ملتصقة برأس عبد شمس ، فما تخلصت حتى سال بينهما دم . فقال الناس : بذلك يكون بين أولادهما حروب۔[29]

جبکہ تاریخ ابن جریر کی اصل عبارت اس سے مختلف ہے

علامہ ابن کثیر کی منقولات اور ان کے ماخذ میں اختلاف کے درج ذیل اسباب ہو سکتے ہیں۔

آپ پشت حافظہ کے مالک تھے۔ اس لئے آپ نے متداولہ تحریر کو نقل کرنے کی بجائے اپنے حافظہ پر اعتماد کی اور اخذ کردہ روایات وواقعات کو مکمل خود اعتمادی کے ساتھ اپنے معنی ومفہوم میں بیان کیا۔

جن کتب کو آپ نے اپنا ماخذ بنایا ہے۔ ان کے کئی نئے ہونگے، لہذا ان کے باہمی اختلاف سے بھی موصوف کی منقولہ عمارتوں میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ امام صاحب کے سامنے سیرت کا جو وافر مواد موجود تھا اس سب کو سیرت نبویہ میں ضم کرنا ناممکن تھا لہٰذا مسلسل اور مربوط سیرت نگاری کیلئے تشخیص اور اختصار ان کا ایک مستحسن اور مطلوب قدم تھا۔

مصادر ومراجع کی نشاندہی

امام ابن کثیر روایات میں بوقت ضرورت اضافی معلومات اور اختلافی نکات کو نمایاں کرنے کیلئے اکثر مورخین کے نام اور بعض اوقات ان کی کتابوں کے حوالے دیتے جاتے ہیں جن کو سیرت نبوی کی تالیف میں مرجع بنایا ہے۔ اس طریقہ کار کے ضمنی فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ محققین کیلئے ان مصادر سے براہ راستمستفیض ہونے میں سہولت ہوگئی، دوسرا یہ کہ سابقہ مولفین کی بیش قیمت آراء اور ان کی بہت سی ایسی کتابیں جو نایاب ہیں، کے نام اور ان کے اقتباسات کے نمونے محفوظ ہوگئے

مصادر کی تعریف وتوصیف اور تنقید

ابن کثیر کے منہج کی ایک اور قابل ذکر خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے کسی مصدر کو آنکھیں بند کرکے قبول نہیں کیا ہے بلکہ اپنے علم وبصیرت کی روشنی میں سیاق وسباق کا لحاظ رکھتے ہوئے ان سے معلومات اور اقتباسات اخذ کئے ہیں اور بوقت ضرورت ان پر کلام کیا ہے، حسب موقع داد وتحسین سے کام لیا ہے اور بھول چوک، مغالطہ اور غلط رائے پر سکوت اختیار نہیں کیا بلکہ متقدمین کی علمیت اور عظمت وشان کا لحاظ کئے بغیر واضح طور پر گرفت کی۔ چنانچہ ان کی "البدایۃ والنھایۃ" میں کوئی ایسا اہم مصدر نہیں ہے جس کی بوقت ضرورت انہوں نے تنقید، تصحیح یا

اس پر استدراک نہ کیا ہو۔

وسیع معلومات کو یکجا کرنا

علامہ ابن کثیر نے اس موضوع پر تصنیف کا جو طریقہ اختیار کیا ہے۔ وہ متاثرین کے لئے مشعل راہ بنا۔ آپ نے تاریخ اسلامی کے بارے میں ہر اس روایت کو اکٹھا کیا جو اس میدان میں ممکن تھی۔ قاری اس کتاب کے مطالعے سے وافر ذخیرہ سے مستفیض ہوتا ہے اور وسیع اور مستند معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

نایاب کتب سے استفادہ

امام ابن کثیر نے "البدایۃ والنھایۃ" مرتب کرتے ہوئے بعض اہم اور نایاب کتب کو اپنا ماخذ بناتے ہیں: مثلاً مغازی ابن عائذ الدمشقی اور مغازی الاموی وغیرہ۔ یہ بات علمی تجسس کے لحاظ سے ابن کثیر کو دیگر تاریخ نگاروں میں ممتاز ظاہر کرتی ہے۔

زمانہ جاہلیت کی روایات اور جنوں اور بتوں کی غیبی آوازوں کی عجیب وغریب حکایات

امام ابن کثیر کے دور میں موضوع اور خرافات پر مبنی روایات کو بیان کرنے کا خوب رواج تھا۔ علامہ موصوف کی اپنے زمانے کے طرز تحریر سے خاصے متاثر نظر آتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے سیرت نبوی میں زمانہ جہالت کی بعض ایسی روایات بیان کی ہیں جن کی عقلی اور نقلی اعتبار سے کوئی حیثیت نہیں ہے۔ مثلاً آپ نے خالد بن سنان" کے بارے میں ابن عباس کی روایت بیان کی ہے کہ :

"ذکر خالد بن سنان عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال "ذاک نبی ضیعہ قومہ"۔[30]

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خالد بن سنان کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا وہ نبی تھے۔ان کی قوم نے انہیں ضائع کر دیا"۔

ابن کثیر نے "البدایہ والنھایہ" کے آغاز میں اس بات کیوضاحت کی تھی کہ وہ اپنی کتاب میں اسرائیلیات اور بے بنیاد واقعات تحریر کرنے سے احتراز کریں گے"۔[31] لیکن وہ احاطہ وبشمول کے شوق جنوں میں اپنے اس ارادے پر کاربند نہ رہ سکے۔ اور اپنی تاریخ میں بعض عجائبات اور غیر معتبر واقعات کو شامل کر لیا، جس کا رنگ سیرت نبوی میں عیاں ہے اس کا سبب غالباً امام ابن کثیر کی عجائب وغرائب سے دلچی، سابقین کی تقلید اور اپنے زمانے کے مروج اسلوب سے متاثر ہونا ہے لیکن بحیثیت محدث، محقق اور ناقد، ابن کثیر کو چاہیے تھا کہ وہ مذکورہ قسم کے خرافاتی واقعات اور موضوع وضعیف روایات کو نقل کرنے سے احتراز کرتے۔

کیونکہ جاہلی روایات اور خرافات پر بنی واقعات وحوادث، عقل ونقل کے بلکل منافی ہیں۔ تاریخ میں ان کی کوئی قدر وقیمت نہیں اور نہ ہی یہ اسلامی شریعت میں علمی یا دینی لحاظ سے کوئی سند کا درجہ رکھتے ہیں۔

البدایۃ والنھایۃ کے مصادر وماخذ

امام ابن کثیر کی "البدایہ والنھایہ" میں تاریخی کی معلومات اور مواد کے مآخذ کے سلسلہ میں سیر ومغازی اور تاریخ کی مشہور ومعروف کتابیں پیش پیش ہیں۔ ان مستقل فنی کتابوں کے پہلو بہ پہلو ان کے بیانات کی تائید وتصحیح وانکار کیلئے ابن کثیر نے اپنے علمی مزاج اور شخصیت کے

مطابق قرآنی آیات، مشہور تفاسیر اور سابق آسمانی کتابوں کے علاوہ خاص طور پر حدیث شریف کے وسیع ذخیرہ، صحاح و مسانید و سنن کے مجموعوں کو ایک طرح سے کھنگال ڈالا ہے۔ اور ان سے اور فن جرح و تعدیل اور رجال و تراجم کی کتابوں سے بڑے پیمانے پر مدد لی ہے۔ ذیل میں ہم ان مصادر کا جائزہ پیش کرتے ہیں۔

تفاسیر قرآن

امام ابن کثیر نے تاریخی واقعات سے متعلق جن قرآنی تفاسیر سے استفادہ کیا گیا ہے وہ چند درج ذیل ہیں۔

تفسیر السدی الکبیر، تفسیر عبدالرزاق، تفسیر بقی بن مخلد، تفسیر طبری، تفسیر نقاش، تفسیر ابن ابی حاتم، تفسیر ابن مردویہ، اور تفسیر القاضی الماودی"۔[32]

کتب حدیث

علامہ ابن کثیر ایک بلند پایہ محدث تھے۔ حدیث کے اکثر مجموعے ان کو حفظ تھے۔ شرح حدیث، تخریج حدیث، اصطلاح حدیث اور فن رجال میں ان کی متعدد قیمتی تصانیف تھیں"۔[33]

"البدایۃ والنھایۃ" کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ صحیح احادیث کی روشنی میں اسلامی تاریخ مرتب کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے کہ ان کی تاریخ سے "البدایۃ والنھایۃ" میں ابتداء سے انتہاء تک حدیث کا گہرا رنگ نظر آتا ہے۔ آپ نے اس کتاب کی تصنیف و تالیف میں حدیث کے جن مجموعوں سے استفادہ کیا ہے۔ ذیل میں ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

صحاح حدیث کے درج ذیل معروف مجموعوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ صحیح البخاری، صحیح المسلم، جامع ترمذی، صحیح ابن خزیمۃ، صحیح ابن حبان "۔[34]

المستدرک علی الصحیحین للحاکم[35]

مؤطا امام مالک

سنن حدیث

امام ابن کثیر نے سنن حدیث کے درج ذیل مجموعوں سے استفادہ کیا ہے۔ سنن ابن ماجہ، سنن ابی داؤد، سنن النسائی، سنن الدار قطنی، سنن البیہقی "۔[36]

مسانید حدیث

امام صاحب نے "البدایۃ والنھایۃ" کی تصنیف و تالیف میں درج ذیل مسانید کو پیش نظر رکھا ہے۔

مسند رفاعہ بن رافع، مسند الامام الشافعی، مسند ابی داؤد الطیالیسی، مسند الامام احمد بن حنبل، مسند عبد بن حمید، مسند ابی بکر البزاز، مسند ابی یعلٰی الموصلی"۔[37]

الاجزاء

ابن کثیر درج ذیل اجزاء احادیث سے استفادہ کیا ہے۔

الجزء لابی السکن'ذکریا بن یحی الطائی–الجزء فی اخبار قس لعبد الله بن جعفر بن محمد–الجزء لا بن المسلمہ–الجزء فی بطلان۔ الجزیۃ عن یھود خیبر ۔الجزء بیع امھات الاولاد۔

شروح حدیث

امام ابن کثیر نے درج ذیل شروح حدیث کو بھی مد نظر رکھا ہے۔

شرح البخاری المھلب بن ابی صفرہ ، عارضۃ الاحوذی شرح ترمذی لابی بکر ابن العربی، الاکمال المعلم فی شرح صحیح مسلم للقاضی عیاض ، المنہاج فی شرح صحیح مسلم ابی ذکریا یحی بن شرف النووی"۔[38]

کتب سیرت ومغازی اور تاریخ

علامہ ابن کثیر نے سیرت و مغازی اور تاریخ کی جن کتابوں سے استفادہ کیا۔

ہے وہ حسب ذیل ہیں

مغازی عروہ بن زبیر، مغازی ابن شہاب الزہری، مغازی موسی بنعقبہ، سیرت ابن اسحاق، مغازی یونس بن بکر، سیرت ابن ھشام، طبقات ابن سعد، مغازی ابن عائذ الدمشقی، کتابالمعارف لابن قتیبہ، مغازی سعید بن یحی الاموی، تاریخ مصر لابن یونس، جوامع السیرۃ لابن حزم الاندلسی، تاریخ بغداد للخطیب البغدادی، الشفابعتریف حقوق المصطفی للقاضی عیاض، تاریخ دمشق لابن عساکر الدمشقی"۔[39]

الروض الانف لابی القاسم عبد الرحمانالسھیلی"۔[40]

کتب دلائل وخصائص النبوۃ

ابن کثیر نے دلائل النبوۃ اور اس کے ضمن میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

کتاب المبعث للھشام بن عمار، دلائل النبوۃ لابی زرعۃ عبید اللہ بن عبد الکریم الرازی، کتاب من عاش بعد الموت لابی بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی الدنیا، کتاب لدلائل القاسم بن ثابت العوفی، دلائل النبوۃ لابی نعیم الاصبہانی، دلائل النبوۃ للبیھقي"۔[41]

کتب تراجم اور جرح وتعدیل

علامہ ابن کثیر نے معاجم صحابہ کرام، ماہرین فن رجال اور علماء نقد و جرح سے بعض اور جگہ فنیمعلومات اور ناقدانہ آراء یعنی روایات کی توثیق و تضعیف کے اقوال وغیرہ پیش کئے۔ اور بعض موقعوں پر ان کتابوں کے حوالے بھی دیئے گئے ہیں۔ ذیل میں ان کتابوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے جن سے ابن کثیر مستفیض ہوئے ہیں

غريب الحديث القاسم بن ثابت، معجم الصحابة لابي القاسم عبدالله البغوى ، كتاب الثقات لابن حبان،كتاب الكامل لابن عدى ، كتاب الافراد الدارقطنى، معرفة الصحابة و عجم الصحابة لابى عبدالله محمد بن اسحاق بن مندة،معرفة الصحابه لابى نعيم الاصبهانى ، الاستيعاب في معرفة الاصحاب لا بن عبدالبر، اسد الغابة في معرفة الصحابة لا بن الأثير، تهذيب الكمال في اسماء الرجال جمال الدين المزى "-[42]

References

1- Ibne Zarae, Abul Mhasin Shamsul Deen Muhammad bin Ali Al-Hussaini, Tazkrah Alfaz Lil-Zahbi, p, 181/7
2- Ibnul Ammad, Shazrat ul Zahab, p, 231/1
3- Kahala, Umar Raza, Mujamul Mualifeen, P, 108/8
4- Ibnr Kathir, Al-Bidayah Wal-Nihayah, P, 31-32/ 14
5- Al-Bidayah Wal-Nihayah, p, 31-32/14
6- Al-Bidayah Wal-Nihayah, p, 31-32/14
7- Al-Bidayah Wal-Nihayah, p, 31-32/14
8- Al-Bidayah Wal-Nihayah, p, 31-32/14
9- Ibne Kathir, Fzaile Quran, p, 12
10- Abdul Ghani bin Hameed, Tuhfatul Talib, p, 28
11- Tuhfatul Talib, p, 23
12- Ibne Hajar Al-Asqlani, Ahmad bin Ali Babul Umar, Darul Kutub Al-Ilmiyah, Beirut Lebnon, 1986, p, 75/3
13- Sakhavi, Shamas ul Deen, Muhammad bin Abdul Rehman, Al-Zau ul Jamei Al-Quran Al-Nasikh, Dar Maktabah Al-Hayat, Beirut, Lebnon, P, 233/ 12
14- Ibn ul Ammad, Shazrat ul Zahab, p, 35/7
15- Al-Zau ul Jamei Al-Quran Al-Nasikh, p, 98/5
16- Ibne Hajar , Al-Durar Al-Kaminah, p, 400/1
17- Ibne Kathir, Al-Bidayah Wal-Nihayah, p, 21/14
18- Siyuti, Jlal ul Deen, Zail Tabqat ul Huffaz, p, 361
19- Naeemi, Al-Diras fi Tarikh ul Mdaris, p, 37/10
20- Suhaili, Al-Rauz Al-Anf, p, 110/1
21- Zarqani, Sharah Al-Mwahib Lil dunya, P, 160/1
22- Ibne Kathir, Al-Seerat ul Nabviya, p, 228-229/1
23- Al-Seerat ul Nabviya, p, 229/1
24- Ibne Hajar Al-Asqlani, Taqreeb ul Tehzeeb, (Tehqeeq: Irshad ul Haq Al-asri), Dare Nashar Al-Kutub Islamiyah Lahore, Pakistan, p, 9
25- Al-Seerat ul Nabviya, p, 229/1
26- Al-Bidayah Wal-Nihayah, p, 15/8
27- Al-Seerat ul Nabviya, p, 231/1
28- Al-Seerat ul Nabviya, p, 231/1
29- Al-Seerat ul Nabviya, p, 98/2
30- Al-Seerat ul Nabviya, p, 359/3
31- Al-Seerat ul Nabviya, p, 695-696/4
32- Muhammad Ajjaj Al-Khateeb, Al-Sunnah Qablal Tadween, p, 207
33- Al-Sunnah Qablal Tadween, p, 207
34- Syuoti, Tadreeb ul Ravi, p, 186
35- Syuoti Jlal ul Deen, Al-Luali Al-Misan, p, 3/1

36- Hassan Ibraheem, Tarikh Islam, Matbah Al-Jannah Al-Biyan, Cairo, 1957, p, 337/1
37- Ibne Kathir, Al-Baith Al-Hithiat Sharah Ikhtisar Uloom ul Hadith, p, 93-94
38- Al-Seerat ul Nabviya, p, 190/1
39- Al-Khatib Al-Baghdadi, Tarikh e Baghdad, p, 228/1
40- Imam Zahbi, Mizan ul Aetidal, p, 470/ 3
41- Mizan ul Aetidal, p, 470/ 3
42- Ibne Kathir, Mulad Rasool, p, 25